اِزالۃ الاوہام

جلد ۱

متکلمِ اسلام، محققِ مذاہبِ عالم، مجاہدِ حق حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی ؒ کی ردِّ عیسائیت پر فارسی زبان میں سب سے پہلی نایاب کتاب جو موصوف نے ۱۲۶۹ھ/۱۸۴۸ء میں تصنیف کی جس میں عیسائیت کے بڑے اعتراضات کے الزامی تحقیقی، عقلی ونقلی، مکمل ومدلل، جامع ومسکت جوابات دیے گئے ہیں نیز مسئلہ تثلیث اور بشارات محمدی ﷺ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔



تالیف

متکلمِ اسلام حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ وتقدیم شرح وتحقیق

مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل عارفی

تقریظ، پسند فرمودہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

مکتبہ دار العلوم کراچی

اِزالۃُ الاَوہام

جلد ۱

متکلمِ اسلام، محققِ مذاہبِ عالم، مجاہدِ حق حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی ؒ کی ردِ عیسائیت پر فارسی زبان میں سب سے پہلی نایاب کتاب جو موصوف نے ۱۲۶۹ھ/۱۸۴۸ء میں تصنیف کی جس میں عیسائیت کے بڑے اعتراضات کے الزامی تحقیقی، عقلی ونقلی، مکمل ومدلل، جامع ومسکت جوابات دیے گئے ہیں نیز مسئلہ تثلیث اور بشاراتِ محمدی ﷺ پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

تالیف

متکلمِ اسلام حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ وتقدیم شرح وتحقیق

مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل عارفی

تقریظ پسند فرمودہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

مکتبہ دار العلوم کراچی

ہے کیونکہ مسیحی حضرات کے اعتقاد اور تصریحات سے ثابت ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام کا مجسم ہونا اس لئے تھا تا کہ مخلوق کو ہدایت فرمائیں انہوں نے اپنے آپکو انکے گناہوں کا فدیہ وکفارہ بنایا اور اپنی جان کو باختیارِ خود لوگوں کی نجات کیلئے پیش کیا گویا صرف یہود وغیرہ ہی مقصود نہ تھے لہٰذا اس مسئلہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ذاتِ اقدس کیلئے یہود کا اس طرح کا خوف مانع نہیں ہونا چاہیئے۔ پھر یہ بھی دیکھئے کہ الوہیت سے قطع نظر کسی بھی نبی برحق نے احکامِ الٰہی کی تبلیغ کے معاملے میں اپنے مخالف ومعاند لوگوں کی ذرا پرواہ نہیں کی جیسا کہ کتب عہد عتیق کے ناظرین خاص طور پر سلاطین دوم وکتاب یرمیاہ کے ملاحظہ کرنے والے پر تو یہ بات بالکل پوشیدہ نہیں ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کا تو ذکر ہی کیا وہ تو بلاشبہ حضرت یرمیاہ وایلیاہ سے افضل ہیں بلکہ انکی تو یہ شان تھی کہ اظہارِ حق کیلئے یہود اور دیگر لوگوں کو علی الاعلان زجر وتوبیخ، ڈانٹ ڈپٹ فرماتے تھے اور سچ بات کے ظاہر کرنے میں کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے چنانچہ۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی حق گوئی وبے باکی

(۱) آنجناب علیہ السلام ان یہود سے جو معجزہ طلب کر رہے تھے مکرر فرمایا ''اس نے جواب دیکر ان سے کہا اس زمانہ کے بُرے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان انکو نہ دیا جائیگا'' انتہی (متی باب ۱۲ آیت ۳۹)

غور فرمائیے! یہاں وہ کس طرح ان لوگوں کو ببانگِ دہل شریر اور زنا کار کہہ رہے ہیں۔

(۲) ایک موقعہ پر جب یہود نے آنجناب علیہ السلام کو الزام دیا کہ آپکے شاگرد ان کھانا کھاتے ہوئے ہاتھ نہیں دھوتے تو وہ جواب دیتے ہیں ''اے ریاکارو! یسعیاہ نے تمہارے حق میں کیا خوب نبوت کی کہ یہ امت زبان سے تو میری عزت کرتی ہے مگر انکا دل مجھ سے

دور ہے'' انتہٰ (متی باب ۱۵ آیت ۷۔ مرقس باب ۷ آیت ۶)

غور فرمایئے! یہاں وہ ان لوگوں کو ریاکار اور جھوٹے کے خطاب سے یاد فرمارہے ہیں

(۳) آنجناب علیہ السلام ایک موقعہ پر گدھے پر سوار ہو کر یروشلیم تشریف لائے تو اس بارے میں لکھا ہے ''پھر وہ یروشلیم میں آئے اور یسوع ہیکل میں داخل ہو کر انکو جو ہیکل میں خرید و فروخت کرر ہے تھے باہر نکالنے لگا اور صرّافوں کے تختوں اور کبوتر فروشوں کی چوکیوں کو الٹ دیا اور اس نے کسی کو ہیکل میں سے ہو کر کوئی برتن لے جانے نہ دیا''

(مرقس باب ۱۱ آیت ۱۵' متی باب ۲۱ آیت ۱۲' لوقا باب ۱۹ آیت ۴۵)

دیکھئے! اس موقعہ پر جب انہوں نے ہیکل میں غیر شرعی کاموں کو ہوتے دیکھا تو کیسے خرید و فروخت کرنے والوں کو نکال باہر کیا' صرافوں کے تختوں اور کبوتر فروشوں کی چوکیوں کو الٹ دیا کسی کو ایک برتن لے جانے کی بھی اجازت نہ دی۔

(۴) آنجناب علیہ السلام کا یہودیوں اور ہیرودیوں سے ایک موقعہ پر اس طرح خطاب ہے ''اے ریاکارو مجھے کیوں آزماتے ہو؟'' (متی ۱۸:۲۲)

دیکھئے! یہاں آنجناب علیہ السلام انکو کھلے طور پر ''ریاکار'' فرمارہے ہیں۔

(۵) ایک اور موقعہ پر دیکھئے کہ وہ اپنے وعظ کے دوران سینکڑوں لوگوں کے مجمع میں یہود کے مذہبی پیشواؤں کی کس طرح علی الاعلان درگت بناتے ہیں ''پھر اس نے اپنی تعلیم میں کہا کہ فقیہوں سے خبردار رہو جو لمبے لمبے جامے پہن کر پھرنا اور بازاروں میں سلام اور عبادت خانوں میں اعلیٰ درجہ کی کرسیاں اور ضیافتوں میں صدر نشینی چاہتے ہیں۔ اور وہ بیواؤں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہیں اور دکھاوے کیلئے نماز کو طول دیتے ہوئے انہی کو زیادہ سزا ملے گی'' انتھی بعبارت مرقس (مرقس باب ۱۲ آیت ۳۸' متی باب ۲۳ آیت ۵)

غور فرمایئے! اس کلام میں نہ صرف یہ کہ یہود کی شدید مذمت ہے بلکہ انکو سخت

سزا کی وعید بھی کھلے طور پر سنائی گئی ہے۔ نیز اسی وقت اسی جگہ علماء یہود سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں (۱) ”اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ آسمان کی بادشاہی لوگوں پر بند کرتے ہو کیونکہ نہ تو آپ داخل ہوتے ہو اور نہ داخل ہونے والوں کو داخل ہونے دیتے ہو۔ اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ تم بیواؤں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہو اور دکھاوے کیلئے نماز کو طول دیتے ہو تمہیں زیادہ سزا ہوگی۔ اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ ایک مرید کرنے کیلئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو اور جب وہ مرید ہو چکتا ہے تو اسے اپنے سے دونا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو۔ اے اندھے راہ بتانے والو تم پر افسوس! جو کہتے ہو کہ اگر کوئی مقدس کی قسم کھائے تو کچھ بات نہیں لیکن اگر مقدس کے سونے کی قسم کھائے تو اسکا پابند ہوگا۔ اے احمقو اور اندھو کونسا بڑا ہے سونا یا مقدس جس نے سونے کو مقدس کیا؟ ......اے بے وقوفو اور اندھو کونسی چیز بڑی ہے نذر یا قربانگاہ جو نذر کو مقدس کرتی ہے؟(۲) ......اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! اگر پودینہ اور سونف اور زیرہ پر تو دہ یکی دیتے ہو پر تم نے شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا ہے۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔ اے اندھے راہ بتانے والو جو مچھر کو تو چھانتے ہو اور اونٹ کو نگل جاتے ہو۔ اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ پیالے اور رکابی کو اوپر سے صاف کرتے ہو مگر وہ اندر لوٹ اور ناپرہیزگاری سے بھرے ہیں۔ اے اندھے فریسی! پہلے پیالے اور رکابی کو اندر سے صاف کرتا کہ اوپر سے بھی صاف ہو جائیں۔ اے ریا کار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو

(۱) متی باب ۲۳ آیت ۱۳ تا ۳۳ ملخصاً

(۲) اردو، عربی بائبل میں اس آیت کے تحت ”اے اندھو“ کا لفظ ہے مگر ”اے بے وقوفو“ نہیں ہے تاہم انگریزی تراجم میں موجود ہے اور فارسی بائبل میں ”اے جہال وکوران“ کا لفظ ہے۔ مولاناؒ کی عبارت بھی اسی طرح ہے

خوبصورت دکھائی دیتی ہیں مگر اندر مردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہیں۔ اسی طرح تم بھی ظاہر میں تو لوگوں کو راستباز دکھائی دیتے ہو مگر باطن میں ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہو۔ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ نبیوں کی قبریں بناتے اور راستبازوں کے مقبرے آراستہ کرتے ہو......... اے سانپو! اے افعی کے بچو! تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے'' انتہی (متی باب ۲۳ ملخصاً)

ملاحظہ فرمایئے! مذکورہ بالا عبارات میں حضرت مسیح علیہ السلام علماء یہود کو براہِ راست 'ریاکار' 'ریاشعار' 'جہنمی' 'اندھے رہنما' 'احمق' 'اندھے' 'سانپ' 'افعی کے بچے' وغیرہ سے مخاطب کرتے ہیں۔ بعض موقعوں پر شدّتِ غضب سے بعض لفظ زبان مبارک پر مکرر آ گئے ہیں بلکہ انکے کرتوتوں پر اظہارِ نفرت میں انتہائی غصہ وغضب کی وجہ سے بعض اوقات نوبت گالیوں تک پہنچ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض فقیہوں نے اس طرح کی باتیں سن کر جناب مسیح علیہ السلام سے کہا ''اے استاد! تم اپنی ان باتوں کے ذریعے ہمیں بھی گالی دیتے ہو'' (۱) (لوقا باب ۱۱ آیت ۴۵)

(۶) ایک اور موقعہ پر حضرت مسیح علیہ السلام یہود سے اس طرح مخاطب ہیں ''تم اپنے باپ کے سے کام کرتے ہو۔ انہوں نے اس سے کہا۔ ہم حرام سے پیدا نہیں ہوئے۔ ہمارا ایک باپ ہے یعنی خدا۔ یسوع نے ان سے کہا اگر خدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھ سے محبت رکھتے .... تم اپنے باپ ابلیس سے ہو اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو'' انتہی ملخصاً (یوحنا باب ۸ آیت ۴۱، ۴۲، ۴۴)

دیکھئے! احکام کی تعلیم اور امر بالمعروف کرنے میں تو حضرت مسیح علیہ السلام اس طرح

---

(۱) یہ ترجمہ متن کتاب کے مطابق ہے۔ موجودہ اردو بائبل میں اس آیت کے الفاظ یوں ہیں ''اے استاد! ان باتوں کے کہنے سے تو ہمیں بے عزت کرتا ہے۔ انگریزی بائبل میں "Reproach" کا لفظ ہے جبکہ عربی بائبل میں گالی دینے کا لفظ ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے ''یا معلّم بقولک ھذا تشتمنا نحن ایضاً''

بے خوف ہوکر یہود سے خطاب کرتے ہیں تو کیسے فرض کیا جاسکتا ہے کہ ایک اہم ترین مسئلہ وعقیدۂ تثلیث کے بیان واظہار میں لوگوں کا خوف مانع ہوگیا ہو۔ حاشا وکلا ایسا قطعاً نہیں ہوسکتا بلکہ کسی پیغمبر کے متعلق اس طرح کی بدگمانی کرنا (۱) خصوصاً حضرت مسیح علیہ السلام جیسے عظیم الشان اُولوالعزم پیغمبر کے بارے میں ایک بے ایمان شخص ہی اس طرح کی بات سوچ سکتا ہے۔

آمدم برسرِ مطلب

ویسے بھی ان تمام امور سے قطع نظر کرتے ہوئے فی نفسہ عقیدہ تثلیث کے درست اور معقول ہونے پر کوئی صحیح توجیہہ نہیں کیونکہ جب تثلیث اور اقانیم ثلثہ میں امتیاز ہردو کو حقیقی فرض کرلیا گیا تو یقیناً ذواتِ ثلثہ مستقلاً ممتاز ہوکر ثابت ہوگئیں اور بحکم قاعدہ نمبر گیارہ معروض ایک ایسی شئے ہے جس میں حقیقتاً کثرت ہے اور تین کا عدد اسکو عارض ہے۔ ان دونوں باتوں کے بعد وحدتِ حقیقی کہاں ہوسکتی ہے؟ اور ایک حقیقت ہونا کیسے صادق آتا ہے ورنہ ایک ہی مادہ شخصیہ میں ایک ہی جہت سے مختلف العدد افراد کے مجموعہ پر وحدتِ حقیقی اور کثرتِ حقیقی ہردونوں اطلاق لازم آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسکا باطل ہونا انتہائی روشن ہے اور اسکا انکار سوفسطائیہ (۲) قوم کا گدھا بھی نہیں کرسکتا۔ نیز یہ کہ جب جسمِ مسیح کیساتھ الوہیت کا تعلق حلول واتحاد کے علاوہ کوئی اور ہے تو لامحالہ یہ ایک علاقہ محضہ ہوگا کہ ہم پوری طرح اسکی حقیقت دریافت نہیں کرسکتے جیسا کہ روح وجسم کا تعلق ہے یا خالق ومخلوق کا تعلق ہے یا

(۱) کہ وہ لوگوں کے ڈر سے کتمانِ حق کرجاتے تھے۔

(۲) سوفسطائیہ حکماء کا ایک گروہ ہے جسکے اصولوں کی بنیاد وہم پر ہے اور یہ اشیاء کے ثابت شدہ حقائق کا بھی انکار کرتے ہیں۔